

(۲۱)

ہمارا ایک حق ہے اگر وہ ہمیں دیا گیا تو ہم لے لینگے، ورنہ ہم اونٹ کے پیچھے والے پٹھوں پر سوار ہوں گے۔ اگر چہ شب روی طویل ہو۔ سید رضیؒ فرماتے ہیں کہ: یہ بہت عمدہ اور فصیح کلام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ: اگر ہمیں ہمارا حق نہ دیا گیا تو ہم ذلیل و خوار سمجھے جائیں گے اور یہ مطلب اس طرح نکلتا ہے کہ اونٹ کے پیچھے کے حصہ پر ردیف بن کر غلام اور قیدی یا اس قسم کے لوگ ہی سوار ہوا کرتے تھے۔

سید رضی علیہ الرحمہ کے تحریر کردہ معنی کا ما حاصل یہ ہے کہ حضرتؒ یہ فرمانا چاہتے ہیں کہ: اگر ہمارے حق کا کہ جو امام مفضل الطاعہ ہونے کی حیثیت سے دوسروں پر واجب ہے اقرار کر لیا گیا اور ہمیں ظاہری خلافت کا موقع دیا گیا تو بہتر، ورنہ ہمیں ہر طرح کی مشقتوں اور خاریوں کو برداشت کرنا پڑے گا، اور ہم اس تحقیر و تذلیل کی حالت میں زندگی کا ایک طویل عرصہ گزارنے پر مجبور ہوں گے۔ بعض شارحین نے اس معنی کے علاوہ اور معنی بھی تحریر کئے ہیں اور وہ یہ کہ: اگر ہمیں ہمارے مرتبہ سے گرا کر پیچھے ڈال دیا گیا اور دوسروں کو ہم پر مقدم کر دیا گیا تو ہم صبر سے کام لیتے ہوئے پیچھے بٹنا گوارا کر لیں گے۔ اور اونٹ کے پٹھے پر سوار ہونے سے یہی مراد ہے، کیونکہ جو اونٹ کے پٹھے پر سوار ہوتا ہے وہ پیچھے ہوتا ہے اور جو پشت پر سوار ہوتا ہے وہ آگے ہوتا ہے۔ اور بعض نے یہ معنی کہے ہیں کہ: اگر ہمارا حق دے دیا گیا تو ہم اسے لے لیں گے، اور اگر نہ دیا گیا تو ہم اس سواری کی مانند ہوں گے کہ جو اپنی سواری کی باگ دوسرے کے ہاتھ میں دے دیتا ہے کہ وہ جدھر اسے لے جانا چاہے لے جائے، بلکہ اپنے مطالبہ حق پر برقرار رہیں گے خواہ مدت دراز کیوں نہ گزر جائے اور کبھی اپنے حق سے دستبردار ہو کر غضب کرنے والوں کے سامنے سر تسلیم خم نہ کریں گے۔

☆☆☆☆☆

(۲۲)

جسے اس کے اعمال پیچھے ہٹا دیں اسے حسب و نسب آگے نہیں بڑھا سکتا۔

(۲۳)

کسی مضطرب کی داد فریاد سننا اور مصیبت زدہ کو مصیبت سے چھٹکارا دلانا بڑے بڑے گناہوں کا کفارہ ہے۔

(۲۱) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

لَنَا حَقٌّ، فَإِنْ أُعْطِينَاهُ، وَإِلَّا رَكِبْنَا
أَعَجَازَ الْإِبِلِ وَإِنْ طَالَ السُّرَى.
قَالَ الرَّضِيُّ: وَهَذَا مِنْ لَطِيفِ الْكَلَامِ وَ
فَصِيحِهِ، وَمَعْنَاهُ: «أَنَا لِرَبِّ لَمْ نُعْطَ حَقَّنَا
كَمَا أَذْلَاءٌ». وَذَلِكَ أَنَّ الرَّدِيفَ يَرْكَبُ
عَجَزَ الْبُعَيْرِ، كَالْعَبْدِ وَالْأَسِيرِ وَ
مَنْ يَجْرِي مَجْرَاهُمَا.

(۲۲) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَنْ أَبْطَأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِخْ بِهِ
نَسْبُهُ.

(۲۳) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مِنْ كَفَّارَاتِ الذُّنُوبِ الْعِظَامِ إِغَاثَةُ
الْمَلْهُوفِ، وَالتَّنْفِيسُ عَنِ الْمَكْرُوبِ.

(۲۴)

(۲۴) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

یَابْنَ آدَمَ! إِذَا رَأَيْتَ رَبَّكَ سُبْحَانَكَ يُتَابِعُ عَلَيْكَ نِعْمَةً وَأَنْتَ تَعَصِيهِ، فَاحْذَرُهَا.
اے آدم کے بیٹے! جب تو دیکھے کہ اللہ سبحانہ تجھے پے درپے نعمتیں دے رہا ہے اور تو اس کی نافرمانی کر رہا ہے تو اس سے ڈرتے رہنا۔

جب کسی کو گناہوں کے باوجود پے درپے نعمتیں حاصل ہو رہی ہوں تو وہ اس غلطی میں مبتلا ہو جاتا ہے کہ اللہ اس سے خوش ہے اور یہ اس کی خوشنودی و نظر کرم کا نتیجہ ہے۔ حالانکہ نعمتوں میں زیادتی شکرگزاری کی صورت میں ہوتی ہے اور ناشکری کے نتیجے میں نعمتوں کا سلسلہ قطع ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ سبحانہ کا ارشاد ہے:

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ﴾

اگر تم نے شکر کیا تو میں تمہیں دوں گا اور اگر ناشکری کی تو پھر یاد رکھو کہ میرا عذاب سخت عذاب ہے۔ (سورہ ابراہیم آیت ۷)

لہذا عصیان و ناسپاسی کی صورت میں برابر نعمتوں کا ملنا اللہ کی خوشنودی و رضامندی کا ثمرہ نہیں ہو سکتا، اور نہ یہ کہا جاسکتا ہے کہ اللہ نے اس صورت میں اسے نعمتیں دے کر شبہ میں ڈال دیا ہے کہ وہ نعمتوں کی فراوانی کو اس کی خوشنودی کا ثمرہ سمجھے۔ کیونکہ جب وہ یہ سمجھ رہا ہے کہ وہ خطا کار و عاصی ہے اور گناہ کو گناہ اور برائی کو برائی سمجھ کر اس کا مرتکب ہو رہا ہے تو اس اشتباہ کی کیا وجہ کہ وہ اللہ کی خوشنودی و رضامندی کا تصور کرے، بلکہ اسے یہ سمجھنا چاہیے کہ یہ ایک طرح کی آزمائش اور مہلت ہے تاکہ جب اس کی طبعی و سرکشی انتہا کو پہنچ جائے تو اسے دفعتاً گرفت میں لے لیا جائے۔ لہذا ایسی صورت میں اسے منتظر رہنا چاہیے کہ کب اس پر غضب الہی کا رود ہو اور یہ نعمتیں اس سے چھین لی جائیں، اور محرومی و نامرادی کی عقوبتوں میں اسے جکڑ لیا جائے۔

☆☆☆☆☆

(۲۵)

(۲۵) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

مَا أَضْمَرَ أَحَدٌ شَيْئًا إِلَّا ظَهَرَ فِي فَلَطَاتِ لِسَانِهِ، وَ صَفَحَاتِ وَجْهِهِ.
جس کسی نے بھی کوئی بات دل میں چھپا کر رکھنا چاہی وہ اس کی زبان سے بے ساختہ نکلے ہوئے الفاظ اور چہرہ کے آثار سے نمایاں ضرور ہو جاتی ہے۔

انسان جن باتوں کو دوسروں سے چھپانا چاہتا ہے وہ کسی نہ کسی وقت زبان سے نکل ہی جاتی ہیں اور چھپانے کی کوشش ناکام ہو کر رہ جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ عقل مصلحت اندیش اگرچہ انہیں پوشیدہ رکھنا چاہتی ہے، مگر کبھی کسی اور اہم معاملہ میں الجھ کر ادھر سے غافل ہو جاتی ہے اور وہ بے اختیار لفظوں کی صورت میں زبان سے نکل جاتی ہیں، اور جب عقل ملتفت ہوتی ہے تو تیرا زکمان جسمہ واپس پلٹایا نہیں جاسکتا، اور اگر یہ صورت نہ بھی پیش آئے اور عقل پورے طور سے متنبہ و ہوشیار رہے تب بھی وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔ کیونکہ چہرے کے خط و خال ذہنی تصورات کے غماز اور قلبی کیفیات کے آئینہ دار ہوتے ہیں۔ چنانچہ چہرے کی سرخی سے شرمندگی کا اور زردی سے خوف کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے۔

☆☆☆☆☆

(۲۶)

مرض میں جب تک ہمت ساتھ دے چلتے پھرتے رہو۔

(۲۶) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إُمْشِ بِدَائِكَ مَا مَشَى بِكَ.

مقصد یہ ہے کہ جب تک مرض شدت اختیار نہ کرے اسے اہمیت نہ دینا چاہیے، کیونکہ اہمیت دینے سے طبیعت احساسِ مرض سے متاثر ہو کر اس کے اعضاء کا باعث ہو جایا کرتی ہے۔ اس لئے چلتے پھرتے رہنا اور اپنے کو صحت مند تصور کرنا تحلیلِ مرض کے علاوہ طبیعت کی قوتِ مدافعت کو مشعل ہونے نہیں دیتا اور اس کی قوتِ معنوی کو برقرار رکھتا ہے، اور قوتِ معنوی چھوٹے موٹے مرض کو خود ہی دبا دیا کرتی ہے، بشرطیکہ مرض کے وہم میں مبتلا ہو کر اسے سپر انداختہ ہونے پر مجبور نہ کر دیا جائے۔

☆☆☆☆☆

(۲۷)

بہترین زہد، زہد کا مخفی رکھنا ہے۔

(۲۷) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

أَفْضَلُ الزُّهْدِ إِخْفَاءُ الزُّهْدِ.

(۲۸)

جب تم (دنیا کو) پیٹھ دکھا رہے ہو اور موت تمہاری طرف رخ کیے ہوئے بڑھ رہی ہے تو پھر ملاقات میں دیر کیسی؟

(۲۸) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

إِذَا كُنْتَ فِي إِدْبَارٍ وَ الْمَوْتُ فِي إِقْبَالٍ فَمَا أَسْرَعَ الْمُلْتَقَى.

(۲۹)

ڈرو! ڈرو! اس لئے کہ بخدا اس نے اس حد تک تمہاری پردہ پوشی کی ہے کہ گویا تمہیں بخش دیا ہے۔

(۲۹) وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ

الْحَذَرَ الْحَذَرَ! فَوَاللَّهِ! لَقَدْ سَتَرَ، حَتَّى كَأَنَّهُ قَدْ غَفَرَ.

(۳۰)

حضرت سے ایمان کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: ”ایمان“ چار ستونوں پر قائم ہے: ”صبر“، ”یقین“، ”عدل“ اور ”جہاد“:

(۳۰) وَ هُنَّ عَلَيْهِ السَّلَامُ

عَنِ الْإِيمَانِ، فَقَالَ: الْإِيمَانُ عَلَى أَرْبَعٍ دَعَائِمٍ: عَلَى الصَّبْرِ، وَ الْيَقِينِ، وَ الْعَدْلِ، وَ الْجِهَادِ:

پھر ”صبر“ کی چار شاخیں ہیں: اشتیاق، خوف، دنیا سے بے اعتنائی اور انتظار۔

فَالصَّبْرُ مِنْهَا عَلَى أَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الشَّوْقِ، وَ الشَّفَقِ، وَ الزُّهْدِ، وَ التَّرْقُبِ.

اس لئے کہ جو جنت کا مشتاق ہوگا وہ خواہشوں کو بھلا دے گا اور جو دوزخ سے خوف کھائے گا وہ محرمات سے کنارہ کشی کرے گا، اور

فَمَنْ اشْتَأَقَ إِلَى الْجَنَّةِ سَلَا عَنِ الشَّهَوَاتِ، وَ مَنْ أَشْفَقَ مِنَ النَّارِ اجْتَنَّبَ الْمُحَرَّمَاتِ، وَ

جو دنیا سے بے اعتنائی اختیار کرے گا وہ مصیبتوں کو سہل سمجھے گا اور جسے موت کا انتظار ہوگا وہ نیک کاموں میں جلدی کرے گا۔

اور ”یقین“ کی بھی چار شاخیں ہیں: روشن نگاہی، حقیقت رسی، عبرت اندوزی اور اگلوں کا طور طریقہ۔ چنانچہ جو دانش و آگہی حاصل کرے گا اس کے سامنے علم و عمل کی راہیں واضح ہو جائیں گی، اور جس کیلئے علم و عمل آشکارا ہو جائے گا وہ عبرت سے آشنا ہوگا، اور جو عبرت سے آشنا ہوگا وہ ایسا ہے جیسے وہ پہلے لوگوں میں موجود رہا ہو۔

اور ”عدل“ کی بھی چار شاخیں ہیں: تہوں تک پہنچنے والی فکر اور علمی گہرائی اور فیصلہ کی خوبی اور عقل کی پائیداری۔ چنانچہ جس نے غور و فکر کیا وہ علم کی گہرائیوں سے آشنا ہوا، اور جو علم کی گہرائیوں میں اترا وہ فیصلہ کے سرچشموں سے سیراب ہو کر پلٹا، اور جس نے حلم و بردباری اختیار کی اس نے اپنے معاملات میں کوئی کمی نہیں کی اور لوگوں میں نیک نام رہ کر زندگی بسر کی۔

اور ”جہاد“ کی بھی چار شاخیں ہیں: امر بالمعروف، نہی عن المنکر، تمام موقعوں پر راست گفتاری اور بدکرداروں سے نفرت۔ چنانچہ جس نے امر بالمعروف کیا اس نے مومنین کی پشت مضبوط کی، اور جس نے نہی عن المنکر کیا اس نے کافروں کو ذلیل کیا، اور جس نے تمام موقعوں پر سچ بولا اس نے اپنا فرض ادا کر دیا، اور جس نے فاسقوں کو برا سمجھا اور اللہ کیلئے غضبناک ہوا اللہ بھی اس کیلئے دوسروں پر غضبناک ہوگا اور قیامت کے دن اس کی خوشی کا سامان کرے گا۔

مَنْ زَهَدَ فِي الدُّنْيَا اسْتَهَانَ بِالمَصِيبَاتِ، وَ مَنْ اسْتَقْبَلَ المَوْتَ سَارَعَ إِلَى الخَيْرَاتِ.

وَالْيَقِينُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى تَبَصُّرَةِ الفِطْنَةِ، وَ تَأْوِيلِ الحِكْمَةِ، وَ مَوْعِظَةِ العِبْرَةِ، وَ سُنَّةِ الاَوَّلِيْنَ. فَمَنْ تَبَصَّرَ فِي الفِطْنَةِ تَبَيَّنَتْ لَهُ الحِكْمَةُ، وَ مَنْ تَبَيَّنَتْ لَهُ الحِكْمَةُ عَرَفَ العِبْرَةَ، وَ مَنْ عَرَفَ العِبْرَةَ فَكَاثِبًا كَانَ فِي الاَوَّلِيْنَ.

وَ العَدْلُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى غَايِسِ الفُهْمِ، وَ غَوْرِ العِلْمِ، وَ زُهْرَةِ الحُكْمِ، وَ رَسَاخَةِ الحِلْمِ. فَمَنْ فَهَمَ عِلْمَ غَوْرِ العِلْمِ، وَ مَنْ عِلْمَ غَوْرِ العِلْمِ صَدَرَ عَنْ شَرِّ اَشْيِخِ الحُكْمِ، وَ مَنْ حَلَمَ لَمْ يُفْرِطْ فِي امْرِهِ وَ عَاشَ فِي النَّاسِ حَيِيْدًا.

وَ الجِهَادُ مِنْهَا عَلَى اَرْبَعِ شُعَبٍ: عَلَى الاَمْرِ بِالمَعْرُوفِ، وَ النَّهْيِ عَنِ المُنْكَرِ، وَ الصِّدْقِ فِي المَوَاطِنِ، وَ شَتَانِ الفَاسِقِيْنَ. فَمَنْ اَمَرَ بِالمَعْرُوفِ شَدَّ ظُهُورَ المُوْمِنِيْنَ، وَ مَنْ نَهَى عَنِ المُنْكَرِ اَرْخَمَ اَنْوَفَ الكَافِرِيْنَ، وَ مَنْ صَدَّقَ فِي المَوَاطِنِ قَضَى مَا عَلَيْهِ، وَ مَنْ شَتَى الفَاسِقِيْنَ وَ غَضِبَ لِلّٰهِ غَضِبَ اللّٰهُ لَهُ، وَ اَرْضَاهُ يَوْمَ القِيَامَةِ.